

مانع حمل، اقدامات اور معاصر اجتہادات - تحقیقی جائزہ

حافظ عبدالباسط خان*

اٹھارہویں صدی کی آخری دہائی میں رابرٹ مائٹس نے اپنا نظریہ آبادی اپنے ایک مضمون

An essay on population and as it effects the future Improvement of society

میں بیان کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ آبادی Geometric Ratio یعنی $۲، ۴، ۸، ۱۶، ۳۲$ اور غذا Arithmetic Ratio یعنی $۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶$ سے بڑھتی ہے۔ اس لیے آبادی پر ایجابی مانعات جو قدرت کی طرف سے ہیں، موجود ہیں۔ ان میں بری عادتیں، غربت، غیر صحت مند پیشے، بچوں کی ناقص تربیت، وبائیں، جنگیں اور قحط شامل ہیں۔ انسدادی مانعات میں دیر سے شادی کرنا اور شادی کے بعد اپنے اوپر کچھ قدغنیں لگانا شامل ہے۔

مائٹس کا یہ نظریہ قبول عام حاصل نہ کر سکا اس لیے کہ آبادی میں اضافہ تو وہ حساب لگا کر بتا سکتا تھا لیکن

صنعت و حرفت و ایجادات کی ترقی کے باعث غذائی پیداوار کس قدر بڑھ جائے گی، یہ بتانا اس کے بس میں نہ تھا۔ (۱)

البتہ اتنا ضروری ہوا کہ منع حمل پر یورپ و امریکہ میں بحث شروع ہو گئی۔ ۱۸۷۹ء میں ایک کتاب Law of Population of Population شائع ہوئی جس کے ایک لاکھ پچھتر ہزار نسخے پہلے ہی سال فروخت ہو گئے، ۱۹۶۷ء میں اقوام متحدہ کی ایک Policy Statement وضع ہوئی جس پر ۲۶ اقوام نے دستخط کیے، ان میں پاکستان بھی شامل تھا۔ دنیا کی آبادی پر ایک اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں آبادی کے حیرت انگیز اضافے پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور سربراہان مملکت نے اس عزم کا اظہار کیا کہ تحدید آبادی کو مملوکوں کی تعمیر نو کے پروگرامز میں شامل کرنا چاہیے اور ہر فرد کا بہتر سہولیات کی فراہمی، عمدہ زندگی، عالمی امن وغیرہ جیسے عظیم مقاصد کے لئے اولاد میں تحدید ایک بنیادی انسانی حق ہے۔ (۲)

لیکن خود مغرب نے اس تحریک کے نقصانات کو محسوس کیا چنانچہ مغربی مفکرین نے اس تحریک کی مندرجہ ذیل تباہ کاریاں ذکر کی ہیں۔

۱۔ طبقات کا عدم توازن، ۲۔ زنا اور امراض خبیثہ کی کثرت۔ ۳۔ طلاق کی کثرت

۴۔ شرح پیدائش میں کمی۔ (۳)

غالباً برصغیر میں اس تحریک کی آمد بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک کو حکومتوں کی ترجیحات میں شامل کر دیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد پچاس اور ساٹھ کی دہائی میں اس تحریک کے خلاف کثیر لٹریچر شائع ہوا جس میں اس تحریک کے اغراض و مقاصد اور خدشات و نقصانات کو واضح کیا گیا۔ دوسری طرف ایک گروہ ان حضرات کا بھی پیدا ہوا جو اسے ایک قومی تحریک کی شکل میں بھرپور طریقے سے اپنانے کے پرورد حامی تھے۔ دونوں گروہوں کا موقف اور دلائل درج ذیل ہیں۔

منصوبہ بند منع حمل کے مجوزین۔ موقف و دلائل:

مجوزین کا کہنا ہے کہ تحدید نسل کو اجتماعی شکل میں اپنانا نہ صرف جائز ہے بلکہ وقت کی اہم ترین ضرورت بھی ہے۔ دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

* اسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاہد اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

۱۔ مجوزین کا سب سے بڑا مستدل وہ احادیث ہیں جن میں عزل کی اجازت دی گئی ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ کسی بھی حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے عزل سے واضح طور پر منع نہیں فرمایا بلکہ بقول حضرت جابرؓ کہ ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن اس وقت نازل ہو رہا تھا۔ (۴) مجوزین کا کہنا ہے کہ حدیث میں عزل کو ”الوآد الخفی“ جو کہا گیا ہے وہ یہود کا قول ہے نہ کہ حضرت محمد ﷺ کا۔ ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنی لونڈی سے عزل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ یہود اسے مؤدودہ صغریٰ (چھوٹا قتل) کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”کذبت الیہود ان اللہ اذا اراد ان یخلقه فلم یمنعه“ (۵) یعنی یہود جھوٹ کہتے ہیں اگر اللہ کسی کو پیدا کرنا چاہے تو تم اسے روک نہیں سکتے۔ نیز حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عزل میں کوئی حرج نہیں یہ مؤدودہ (زندہ قتل) نہیں ہو سکتا جب تک اس پر سات ادوار نہ گزر جائیں۔ (۶) مجوزین کا موقف ہے کہ عزل کی مطلقاً اجازت ہے۔

۲۔ دوسرا مستدل وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے چار چیزوں سے پناہ مانگی ہے۔

”کان یتنوذ من سوء القضاء ومن درک الشقاء ومن شماتة الاعداء ومن جهد البلاء“ (۷)
یعنی جهد البلاء (سخت مصیبت) درک الشقاء (بدبختی) سوء القضاء (بری قسمت) اور شماتة الاعداء (مصیبتوں پر دشمنوں کا خوش ہونا) سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

یہاں جهد البلاء کی دو تفسیریں منقول ہیں۔

۱۔ مال کی کمی، عیال کی کثرت اور مشقت کی زندگی۔

۲۔ ایسی آزمائشی حالت کہ انسان موت کو ترجیح دینے لگے اور موت کی آرزو کرنے لگے۔ (۸)

ان دونوں معانی کو جمع کیا جائے تو نتیجہ نکلے گا کہ کثرت عیال اور قلت مال کے سبب ایسی آزمائشی حالت کہ

انسان موت کی تمنا کرنے لگے۔ (۹)

۳۔ امام غزالی کا موقف ہے کہ عیال کی کثرت سے بچنے کے لیے بھی عزل کیا جاسکتا ہے۔ (۱۰)

۴۔ ایک دلیل یہ بھی ذکر کی جاتی ہے کہ منصوبہ بندی اور پلاننگ کا تعلق غور و فکر اور تدبیر کے ساتھ ہے۔

منصوبہ بندی کا معنی ہے کام کو غور و فکر کے ساتھ تنظیم کے ذریعہ کرنا اور اس تنظیم کا حکم قرآن کریم نے بھی دیا ہے۔ آیات تفکر اسی کی طرف مشیر ہیں۔ نیز قوم کی آگہی کے لیے اجتماعی سطح پر اس کا آغاز درست ہے۔ (۱۱)

۵۔ خاندانی منصوبہ بندی ایک سماجی مسئلہ ہے جو ہر ملک و قوم کے معروضی حالات کے ساتھ منسلک ہے۔

اس کا مذہب کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں۔ (۱۲) یہ اور اس طرح کے چند ملتے جلتے دلائل مجوزین کی طرف سے ذکر کیے گئے ہیں۔

مانعین کا موقف:

علماء کی اکثریت قومی سطح پر تحدید نسل کی تحریک کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

دلائل:

۱۔ تحدید نسل کی تحریک مغرب کی ایک سازش ہے جس کے تحت وہ عالم اسلام کی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنا

چاہتا ہے۔ چنانچہ اس تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے وسیع دولت پسماندہ ممالک میں بالعموم اور مسلم ممالک

میں بالخصوص خرچ کی جا رہی ہے۔ (۱۳)

۲۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ﴾ (۱۴)

اپنی اولاد کو غربت و افلاس کے ڈر سے مت قتل کرو۔

اس تحریک کے حاملین جن وجوہات کی بناء پر تحدید کے قائل ہیں ان میں سے سب سے بڑی وجہ معاش ہے لہذا یہ تحریک قرآن کی اس نص مذکورہ کی صریح مخالفت ہے۔ (۱۵)

۳۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد معقل بن یسار سے مروی ہے:

تزو جوا الولود الودود فانی مکاثر بکم الامم“ (۱۶)

ایسی عورتوں سے شادی کرو جو خوب بچے پیدا کرنے والی اور خوب محبت کرنے والی ہوں اس لئے کہ میں اپنی امت کی کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔

۴۔ مرد و عورت کی ساخت ایک دوسرے سے مختلف رکھی گئی ہے۔ عورت کے جسم کی ساخت اور جسم میں ہونے والے افعال حقیقت میں رکھے ہی تولید کے لئے گئے ہیں۔ اسی لئے جب عورت کے جسم میں تولید کی صلاحیت مرور عمر کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے تو اسی دور میں اس کا ضعف اور بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مرد کے جنسی غدود نہ صرف انسان میں تولید کی قوت پیدا کرتے ہیں بلکہ جسم کو رونق، حسن و جمال اور تازگی فراہم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی مرد کے جسم میں یہ غدود کمزور ہوتے ہیں تو پھر نہ صرف اس کی تولیدی صلاحیت ماند پڑ جاتی ہے بلکہ جسم پر بھی ضعف کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل تولید کو روکنا خالق کے نظام میں دخل دینا ہے۔ مولانا مودودی کے بقول:

”وہ شخص جو زوجی تعلق سے محض لذت حاصل کرتا ہے اور بقائے نسل کے مقصد کو پورا نہیں ہونے دیتا، نسل کشی کا ارتکاب کرتا ہے، یہی نہیں بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا وہ فطرت کے ساتھ دغا بازی کر رہا

ہے۔“ (۱۷)

یہ ان دلائل کا ماحصل اور خلاصہ ہے جو فتاویٰ اور دیگر کتب میں ذکر کئے گئے ہیں۔

مجوزین کی طرف سے دلائل عدم جواز کے جوابات:

مجوزین نے جہاں جواز کے دلائل ذکر کئے ہیں وہاں عدم جواز کے دلائل کے جوابات بھی دیے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ﴾ (۱۸) میں جیتی جاگتی زندہ اولاد کے قتل کا ذکر ہے نہ کہ ایسی اولاد کا جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی بلکہ اس کی تخلیق شروع بھی نہیں ہوئی۔ (۱۹)

”تزو جوا الولود الودود“ حدیث کا جواب تو ایک تو یہ دیا گیا کہ یہ حدیث ضعیف اور مرسل ہے۔

ڈاکٹر محمد فاروق خان لکھتے ہیں:

”اس ضمن میں ایک روایت بھی پیش کی جاتی ہے جس کے مطابق باہم شادی بیاہ کرو تا کہ تمہاری کثرت

ہو اور میں قیامت کے دن اپنی امت پر فخر کروں۔ یہ روایت جامع السیوطی میں تحریر ہے یہ ایک ضعیف

اور مرسل روایت ہے (یعنی حضور ﷺ تک اس کا سلسلہ منقطع ہے) (۲۰)

ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ اس روایت میں زیادہ بچے جننے یعنی ”الولود“ کا لفظ اضافی ہے۔ بعد میں

درج کیا گیا ہے۔“ (۲۱)

بعض کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے مکمل متن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ اس وقت فرمایا جب ایک سائل مسلسل تین دفعہ ایسی عورت سے شادی کرنیکی اجازت طلب کرنے کے لئے آیا تھا جو بانجھ تھی۔ تیسری مرتبہ بھی منع فرما کر آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ (۲۲)

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد اس وقت کے لئے تھا جب امت کو افرادى قوت کی ضرورت تھی۔ (۲۳) بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ شادی سے پہلے کسی خاتون کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہو گی۔ علماء کا کہنا ہے کہ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی خواتین بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ اب ایسے خاندان نہیں۔ (۲۴)

یہ دلیل کہ مغرب نے یہ تحریک مسلمانوں کی تحدید نسل کے لئے شروع کی ہے، کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ دنیا کی آبادی کا مجموعی طور پر بڑھنا ترقی یافتہ ممالک کے لیے بطور خاص نقصان دہ ہے۔ اس لیے کہ ننگ و افلاس میں مبتلا اقوام ترقی یافتہ ممالک پر چڑھ دوڑیں گی۔ اس لیے مغرب کا یہ اقدام بطور مجموعی پوری دنیا کے لئے مفید ہے۔ (۲۵) ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ مغربی اقوام نے جب اپنے ملکوں کی آبادی کو بڑھتا ہوا دیکھا تو خود بھی تحدید شروع کر دی اب جب ان کی آبادی ایک خاص حد تک کم ہو گئی ہے تو وہ دوبارہ تکثیر آبادی کی مہم پر عمل پیرا ہیں۔ چونکہ ہمارے ملک کی آبادی وسائل معاش کے مقابلے میں بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اس لئے ہمیں تحدید کی مہم پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ (۲۶)

نتیجہ بحث:

مغرب میں تقلیل و تحدید آبادی کے جو بھیانک نتائج نکلے ہیں وہ کسی واقف حال سے مخفی نہیں۔ مغربی ممالک میں شرح پیدائش کی حیرت انگیز کمی کے خدشات مندرجہ ذیل ہیں۔

برطانوی ماہرین اپنے ملک میں گھٹتی ہوئی آبادی کے بارے میں سخت پریشان ہیں کیونکہ وہاں ملک چلانے کے لئے مطلوبہ افراد میسر نہیں۔ نیز ۲۰۳۰ء تک جاپان، یورپ اور امریکا میں آبادی اتنی کم ہو جائے گی کہ بچوں کے چچا ماموں اور پھوپھا نہیں ہونگے بلکہ صرف انکے دادا اور پردادا ہونگے۔ اسی طرح ۲۰۴۰ء تک برطانیہ میں عیسائی آبادی ۲۷ فیصد سے گھٹ کر ۲۳ فیصد رہ جائے گی۔ نیز اگر جاپان میں بچوں کی شرح پیدائش ۱۰۲۹ کے حساب سے برقرار رہی تو ۳۳۰۰ء تک پوری جاپانی قوم دنیا سے ختم ہو جائے گی۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ بتاتی ہے کہ ۲۰۵۰ء تک جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، یورپ اور جنوبی امریکا میں سالانہ دس لاکھ افراد کی کمی ہوگی۔ شاید اس لئے اب آسٹریلیا میں کمسن لڑکیوں کے حاملہ ہونے کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے انہیں پہلے ۲۱۰۰ ڈالر فی بچہ پیدائش پر ملتا تھا جو اب ۳۵۰۰ امریکی ڈالر کیا جا رہا ہے۔ (۲۷)

ظاہر ہے کہ ان بھیانک خدشات سے اتنا اندازہ ہو جاتا ہے کہ تحدید کی یہ تحریک کچھ نہ سہی یہ منفی نتیجہ ضرور رکھتی ہے، پھر یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تحدید نسل کوئی Switch نہیں کہ اسے جب چاہا چلا (On) کر دیا اور جب چاہا بند (off) کر دیا۔ یہ تو ایک فکر اور تہذیب کا نام ہے۔ منصوبہ بند منع حمل حقیقت میں اولاد کی پرورش و پرداخت سے گریز کی راہ ہے۔ اور جب انسان اس راستے پر چل پڑتا ہے تو پھر پوری قوم کو دوبارہ تکثیر کی راہ پر لانا

ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ خصوصاً جبکہ انسان کی آنے والی ہر نسل پچھلی سے جسمانی طور پر بھی کمزور ہے۔ باقی مجوزین کے مانعین کے دلائل پر اعتراضات انتہائی سطحی نوعیت کے ہیں۔ مندرجہ بالا قرآن کریم کی آیت کا مفہوم بالکل واضح ہے اور عرب فقر و افلاس ہی کے باعث اولاد کو قتل کیا کرتے تھے۔ اب قتل خواہ پیدا شدہ اولاد کا ہو، خواہ بیٹ میں موجود اولاد کا ہو، خواہ قوت تولید کے خاتمے کے ذریعے آئندہ پیدا ہونے والی اولاد کا ہو، جب علت ایک ہی ہے تو حکم بھی ایک ہی ہوگا۔ مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:

”قتل اولاد بھی ممنوع ہے اور قتل اولاد جس نظریہ اور مقصد کے لئے تھی وہ مقصد و نظریہ بھی مذموم و غیر مشروع ہے۔“ (۲۸)

حدیث مذکور بھی اپنی سند اور متن کے اعتبار سے صحیح ہے اور اس کا مفہوم واضح ہے۔ اس حدیث کو متعدد اصحاب صحاح، سنن و مسانید نے ذکر کیا ہے جیسا کہ اس کی حوالہ جات میں کی گئی تخریج سے ظاہر ہے۔ منشاء حدیث یہی ہے کہ تخلیق آدم اور رشتہ ازواج کی مشروعیت کی حکمت و مقصد کو پورا پورا ادا کرنے والی خواتین سے شادی کرنا چاہیے۔ کیونکہ اولاد ہی زن و شو کے درمیان محبت کا سبب ہوتی ہے۔ اگر کسی قرینہ مثلاً علاقہ، غذا، خاندان، آب و ہوا اور عمومی صحت سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ عورت بار آوری کے اعتبار سے زیادہ زرخیز Fertile ہے تو اسی سے نکاح کرنا چاہیے۔

عزل اگرچہ ائمہ اربعہ کے ہاں مشروع ہے لیکن احادیث کے مجموعی مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عزل کے تین اسباب تھے۔

(۱) لونڈی سے اولاد نہ ہو۔ (۲) لونڈی سے اولاد ہوگی تو وہ ام ولد بن جائے گی اور اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھنا پڑے گا۔ (۳) زمانہ رضاعت میں حمل ٹھہر جانے سے شیر خوار بچے کو نقصان ہوگا۔ مگر ان تینوں اسباب کے باعث عزل کسی اجتماعی تحریک کی صورت میں اختیار نہیں کیا جا رہا تھا۔ بلکہ انفرادی ضروریات کے تحت اختیار کیا جا رہا تھا۔ (۲۹)

امام غزالی کے قول کا جواب یہ ہے کہ وہ شافعی المسلک تھے۔ شافعیہ میں نکاح سے عبادت زیادہ بہتر ہے۔ تو جب نکاح ہی کی حیثیت ان کے ہاں ثانوی ہے تو اولاد کا بوجھ تو بطریق اولی مانع اولاد ہوگا۔ (۳۰)

اسی طرح حدیث ”تجد البلاء“ کا مفہوم بھی اہل عیال کی کثرت لے لینا دوسری بہت سے احادیث سے متعارض ہے۔

موانع حمل (انفرادی سطح پر):

سطور بالا میں منصوبہ بند منع حمل سے متعلق فقہی آراء نقل کی گئی ہیں۔ اب انفرادی سطح پر منع حمل کے اعذار و جوہ کے متعلق خطہ پاک و ہند کے فقہاء کی آراء نقل کی جاتی ہیں۔

انفرادی سطح پر منع کے دو مدارج ہو سکتے ہیں۔

۱۔ مصنوعی بانجھ پن ۲۔ عارضی منع حمل

مصنوعی بانجھ پن:

عورتوں میں مصنوعی بانجھ پن کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں۔

- ۱- رحم کو کاٹ کر جدا کر دینا۔ (Hysterectomy)
 - ۲- رحم کی نالیوں کو بند کرنا۔ (Tubal ligation)
 - ۳- رحم کی نالیوں کو گرہ دے کر قطع کرنا (Resection with ligation)
- جبکہ مردوں میں اس کے دو طریقے ہیں۔

۱- خصی کرنا (Castration) ۲- آپریشن کرنا (Vasectomy)

خصی کرنے کا طریقہ پہلے زمانے میں رائج تھا۔ اس میں خصیتین کو کاٹ کر جدا کر دیا جاتا ہے۔ (۳۱) جبکہ آپریشن vasectomy میں نسیں یا تو اس قابل نہیں رہتیں کہ ان سے ہو کر مادہ تولید گزرے یا ان نسیں کو اس طرح سے گرہ دی جاتی ہے کہ حسب ضرورت انہیں کھولا جاسکے۔ (۳۲)

مصنوعی بانجھ پن کے سلسلے میں بعض علماء نے اسے مطلقاً ناجائز ذکر کیا ہے اور انہوں نے اعذار کی بنا پر کسی استثناء کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ بعض علماء نے ناجائز قرار دینے کے ساتھ ساتھ بعض اعذار کا بھی ذکر کیا ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

”مصنوعی بانجھ پن کی حرمت کے دلائل“:

خصی ہونا حرام ہے:

۱- عن عبد الله بن مسعود قال كنا نغزو مع رسول الله ﷺ ليس معنا نساء فقلنا الا نختصي فنهانا عن ذلك“ (۳۳)

۲- عن ابى هريرة قال قلت يا رسول الله انى رجل شاب وانا اخاف على نفسى العنت ولا اجد ما أتزوج به النساء كانه يستاذنه فى الاختصاص قال فسكت عنى ثم قلت مثل ذلك فسكت عنى ثم قلت مثل ذلك فقال النبى ﷺ يا ابا هريرة جف القلم بما هو كائن فاخصص على ذلك او زر“ (۳۴)

پہلی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھے ہمارے ساتھ بیویاں نہیں تھیں ہم نے چاہا کہ خصی ہو جائیں آپ نے منع فرما دیا۔ دوسری حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت چاہی اور عذر یہ پیش کیا کہ مجھے زنا کا خوف رہتا ہے اور نکاح کی (مالی) طاقت مجھ میں نہیں۔ آپ نے تین مرتبہ سکوت فرمایا اور چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تقدیر لکھی جا چکی اگر تیری قسمت میں خدا نخواستہ زنا کرنا لکھا ہے تو وہ ہو کر رہے گا خصی ہونے سے فرق نہیں پڑے گا۔

ایک روایت میں سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ عثمان بن مظعون کو آپ ﷺ نے خصی ہونے کی اجازت نہیں دی اگر دے دیتے تو ہم بھی خصی ہو جاتے۔ (۳۵)

۲- تغییر خلق اللہ حرام ہے: نس بندی تغییر خلق اللہ بھی ہے یعنی آدمی مستقل طور پر جب قوت تولید ضائع کر دے تو یہ تغییر ہے جو کہ حرام ہے۔ (۳۶) مفسرین نے قرآن کریم میں شیطان کے مقولہ:

﴿وَلَا مُنِيْنَهُمْ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾ (۳۷)

میں انہیں امیدیں دلا دوں گا اور انہیں حکم کروں گا پس وہ ضرور بالضرور اللہ کی تخلیق کو تبدیل کریں گے۔

- کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس میں غلاموں کو خصی کرنے کی ممانعت بھی شامل ہے۔ (۳۸)
- ۳۔ یہ نکاح کے مقصد (بَسَّشْرُ وَهِنَّ وَابْتَعُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ) کی صریح خلاف ورزی ہے۔ یعنی آیت بالا میں مقصد نکاح، اولاد کا حصول ہے جو نس بندی میں دائمی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔
- نیز حدیث ”تزوجو الولود الودود فانی مکاتیبکم الامم“ کے بھی خلاف ہے۔ (۴۰)
- ۴۔ اگر کسی مرد یا عورت کی قوت تولید ضائع کر دی جائے تو دیت واجب ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قوت تولید کا ضائع ہو جانا کتنا بڑا نقصان ہے۔ (۴۱)
- ۵۔ نسبندی مثلاً ہے۔ نیز شرک فی الاحکام ہے۔ اس لئے مداخلت فی الدین ہے۔ (۴۲)
- نس بندی کی استثنائی صورتیں:

ان دلائل مذکورہ بالا کی بنیاد پر مستقل نس بندی چاہے مرد میں ہو چاہے عورت میں ناجائز قرار دی گئی ہے۔ البتہ بعض علماء نے چند استثنائی صورتوں کا ذکر کیا ہے۔

- ۱۔ کسی مرض مثلاً رحم کی رسولیوں یا سرطان کے ابتدائی مرحلہ میں رحم کو کاٹ کر جدا کر دیا جائے۔ (۴۳)
- ۲۔ ماہر اطباء کی یہ رائے ہو کہ اگر استقرار حمل ہوا تو زچہ کی جان جانے یا عضو کے تلف ہو جانے کا خطرہ ہے۔ (۴۴)
- ۳۔ عورت مجنون ہے اسے کچھ ہوش نہیں رہتا اور وہ خود طہارت نہیں کر سکتی تو ایسی عورت کے لئے حیض کی نجاست وغیرہ سے بچنے کے لئے ایسا کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں اصلاح احوال ہے اور کوئی غرض فاسد نہیں۔ (۴۵)
- ۴۔ زوجین میں سے کوئی موذی اور شدید مرض میں مبتلا ہے اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق مرض اولاد میں متعدی ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے مثلاً جذام، جنون اور دیگر امراض اور عارضی منع حمل کی تدبیریں کارگر نہیں ہو رہیں یا وہ شخص دماغی عدم توازن کے باعث عارضی تدابیر اختیار نہیں کر سکتا اور کوئی ایسا رشتہ دار بھی نہیں جو اولاد ہونے کی صورت میں پرورش کر سکے تو پھر اس فقہی قاعدے کے تحت کہ ضرورات، محظورات کو حلال کر دیتی ہیں، اجازت دی جاسکتی ہے۔ (۴۶)

عارضی موانع حمل:

جہاں تک عارضی موانع حمل کا تعلق ہے تو اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

- ۱۔ فطری منع حمل
- ۲۔ عزل
- ۳۔ بیرونی استعمال کی چیزیں
- ۴۔ داخلی استعمال کی چیزیں

۱۔ فطری حمل:

فطری منع حمل کا مطلب یہ ہے کہ شوہر بیوی سے ان ایام کے اندر مجامعت نہ کرے جن میں طبی نقطہ نظر سے حمل ٹھہرنے کا تقریباً یقین ہوتا ہے۔ یہ وہ دن ہوتے ہیں جن میں بیضہ پختہ ہو کر باہر آتا ہے اور حیوانات منی (sperms) سے بار آور ہونے کے لئے منتظر ہوتا ہے۔ ان دنوں کے بعد وہ بیضہ اگر بار آور نہ ہو تو نکل (Release) جاتا ہے۔ (۴۷)

۲۔ عزل:

منع حمل کا قدیم طریقہ ہے۔ عزل کا معنی یہ ہے کہ مرد اس وقت اپنے آلہ تناسل کو شرمگاہ سے باہر نکال لے،

جب انزال قریب ہو، یوں مادہ منویہ بجائے شرمگاہ کے خارج میں ضائع ہو جاتا ہے۔
بیرونی اور داخلی استعمال کی چیزیں:

الف۔ مانع حمل ادویات۔ (Contraceptive drugs)

ان گولیوں کی مختلف اقسام ہیں۔ ان میں اسٹروجن (Estrogen) یا پروجیسٹیریون (Progesterone) یا دونوں شامل ہوتے ہیں۔ مقدم الذکر ovulatin کو روکتا ہے یعنی بیضہ دانی سے انڈے نہیں نکلتے جبکہ مؤخر الذکر حیوانات منی (sperms) کو رحم (uterus) کے اندر جانے سے روکتا ہے۔ پروجیسٹیریون کے ایسے ماچس کی تیلی کی طرح کے کپسولز بھی ہوتے ہیں جو بازو کے اوپر والے حصہ میں جلد کے نیچے رکھے جاتے ہیں۔ یہ بعد میں آپریشن کے ذریعے نکال دیئے جاتے ہیں تاکہ ان کا اثر (منع حمل) ختم ہو جائے۔

ب۔ منع حمل کے خارجی طریقے:

۱۔ کنڈوم: (Condom) ربڑ کا ایک غبارہ جو مرد بوقت جماعت اپنے آلہ تناسل پر چڑھا لیتا ہے۔ جس سے منی اس غبارے میں خارج ہو جاتی ہے۔

ب۔ (Cavical cap) یا (diaphragm): یہ نرم ربڑ کے کپ سے ہوتے ہیں جو رحم کے منہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔

ج۔ کوپرٹی (Copper T) جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ انگریزی حرف (T) کی شکل کا تانبے کا ایک تار ہوتا ہے جو رحم کے منہ پر لگا دیا جاتا ہے جس سے منی اندر نہیں جاتی۔

د۔ چھلا۔ (IUD): یہ پلاسٹک سے بنا ہوتا ہے اور رحم کے منہ میں رکھا جاتا ہے یہ تقریباً چار سال تک اندر رکھا جا سکتا ہے۔

ه۔ ڈوشنگ: (Douching) اس میں عورت جماعت کے فوراً بعد اپنی اندام نہانی کو مختلف طریقوں سے دھو لیتی ہے۔

و۔ ٹیکہ۔ ایک ٹیکہ اڑھائی ماہ تک حمل کو روکتا ہے۔

ز۔ پانی کی پچکاری سے رحم کو دھونا۔ (۴۸)

فطری طریقہ منع حمل کے متعلق آراء:

جہاں تک منع حمل کے فطری طریقے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ یہ نیت پر موقوف رہے گا۔ اگر کرنے والے کی نیت درست ہے یعنی وہ ایسا ان اعذار و امراض کی وجہ سے کر رہا ہے جو شریعت میں معتبر ہیں۔

مثلاً عورت کی صحت کا حمل کی تکلیف کا تحمل نہ ہونا، تو پھر یہ عمل جائز ہے وگرنہ نیت فاسد ہونے کی صورت میں یہ عمل بھی ناجائز ہوگا۔ مثلاً بچوں کے اخراجات، رزق اور تعلیم وغیرہ کی طرف نظر کرتے ہوئے ایسا کرنا۔ (۴۹)

ایک رائے یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس لئے کہ مرد کو اجازت ہے کہ وہ جب چاہے بیوی سے مقاربت کرے اور جب چاہے نہ کرے۔ (۵۰)

دیگر طریقے اور ان کے استعمال کا حکم:

جہاں تک منع حمل کے دیگر طریقوں کا تعلق ہے تو ان کے درمیان حکم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ بلکہ مضر صحت نہ ہونے کی صورت میں سب کا حکم یکساں رکھا گیا ہے۔
روایتی ذخیرہ فقہ میں مذکور اعذار و امراض: اس سلسلے میں جو عام اعذار و امراض قدیم کتب فقہ میں مذکور ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

- ۱- عورت حمل کی تکلیف کی متحمل نہ ہو۔
 - ۲- عورت دور کے سفر میں ہے جہاں مستقل قیام و قرار کی نیت نہیں اور جائے قرار مہینوں کی مسافت پر ہے۔
 - ۳- مرد و عورت کے تعلقات ناخوشگوار ہیں اور علیحدگی کا ارادہ ہے۔
 - ۴- زمانے کے بگاڑ کی وجہ سے اولاد کے بگڑ جانے کا قوی امکان ہے۔ (۵۱)
- معاصر اردو فقہی ادب میں مذکور اعذار و امراض: برصغیر کے فقہاء میں سے بعض نے صرف ان اعذار کا ذکر کیا ہے اور ان کے باعث عارضی منع حمل کی اجازت دی ہے۔ (۵۲)
- بعض علماء نے مؤخر الذکر کا تذکرہ نہیں کیا باوجودیکہ وہ قدیم عام کتب فتاویٰ میں دوسرے اعذار کیساتھ مذکور ہے۔ (۵۳)

بعض نے ان کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل کا اضافہ کیا ہے۔

- ۱- بچے کے بارے میں قوی امکان ہے کہ وہ موذی امراض مثلاً سرطان، ایڈز وغیرہ میں مبتلا پیدا ہوگا۔ (۵۴)
- ۲- بعض نے اس کے ساتھ اس کا بھی اضافہ کیا ہے کہ نئے بچے کی معاشی کفالت والدین پر غیر معمولی بوجھ ہو گی اور باپ کا حرام کسب کی طرف جانے کا امکان ہے۔ یہ رائے مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا سعود عالم قاسمی اور مولانا زبیر احمد قاسمی کی ہے۔ (۵۵) جبکہ دیگر فقہاء نے اس سبب سے منع حمل کی تدبیر کی سخت مخالفت کی ہے۔ (۵۶)
- بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر عورت حمل کا بوجھ اٹھا سکتی ہے مگر دماغی امراض یا دیگر جسمانی امراض میں مبتلا ہے لیکن خاوند بچے کی رضاعت و تربیت کا انتظام کر سکتا ہے تو پھر بھی منع حمل کی اجازت نہیں ہے بلکہ اگر باپ ایسے امراض میں مبتلا ہے کہ وہ کفالت نہیں کر سکتا مگر دیگر عزیز و اقارب کفالت کر سکتے ہیں تو پھر بھی منع حمل جائز نہیں۔ (۵۷)
- ۳- بعض کا کہنا ہے کہ امام غزالی کے کلام سے جب یہ معلوم ہو رہا ہے کہ عورت کے حسن و جمال کی خاطر منع حمل کی تدبیر اختیار کرنا جائز ہے تو پھر اگر عورت کو یہ قوی گمان ہے کہ میرے حسن کے ڈھل جانے سے مرد کی محبت کم ہو جائے گی کیونکہ وہ بد اخلاق ہے اور بد اخلاقی مزید بڑھ جائے گی، تو پھر حسن و جمال کو قائم رکھنے کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ (۵۸)

ان تمام آراء کا استدلالی محور مندرجہ ذیل امور ہیں۔

- ۱- کیا عزل کرنا شریعت اسلامیہ میں مندوب و مستحسن ہے یا کسی عذر و مرض کے ساتھ منسلک ہے۔
 - ۲- حسن و جمال کا برقرار رکھنا اور معاش کے عنصر کو، ان اعذار پر قیاس کیا جا سکتا ہے جو فقہاء نے ذکر کئے ہیں۔
 - ۳- تکثیر اولاد شریعت میں بہر صورت مطلوب ہے یا حالات و شرائط کے ساتھ منسلک ہے۔
- جہاں تک عزل کا تعلق ہے تو حنفیہ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ دیگر محدثین و محققین اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

احادیث سے دونوں نقطہ ہائے نظر کی تائید ہوتی ہے۔ (۵۹) تاہم محققین حنفیہ بھی اسے بکراہت جائز کہتے ہیں۔ ملا علی قاریؒ ”ذالک الواد الخفی“ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

”ذالک لایدل علی حرمتہ بل یدل علی کراہتہ“ (۶۰)

اسی طرح مولانا شبیر احمد عثمانی دونوں طرح کی روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”فالذی یترجح عن مجموع الأدلة کراهة العزل وکونه غیر مرضی من غیر تحریم“ (۶۱)

”الحاصل جو نقطہ نظر تمام دلائل پر غور کرنے سے ترجیح پاتا ہے وہ یہی ہے کہ عزل بہر حال مکروہ اور ناپسندیدہ ہے البتہ حرام نہیں ہے۔“

باقی قدیم کتب فقہ میں جن اعذار و امراض کے باعث عزل کی اجازت ہے، ان کے درست ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ سوائے اس عذر کے کہ فساد زمانہ کے باعث اولاد کے بڑ جانے کا امکان ہے اس لیے کہ یہ عذر اضافی ہے اور ہر زمانہ میں بہر حال کسی نہ کسی درجے میں موجود رہتا ہے۔ البتہ عورت کی بد اخلاقی اگر واقعاً اولاد میں سرایت ہو جانے کا قوی امکان ہو اور مرد اس معاملہ میں کسی بھی وجہ سے بے بس ہو تو حالات و ظروف کے دیکھتے ہوئے اس کی اجازت بھی ہو سکتی ہے۔

جہاں تک پھر معاش اور رزق کی تنگی کے خوف سے مانع حمل ذرائع اور وسائل کو اختیار کرنے کا تعلق ہے تو معاملہ صرف دو وقت کی روٹی کا نہیں بلکہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر اٹھنے والے غیر معمولی اخراجات کا ہے۔ اس لیے اس عذر کو اگر والدین کی رائے ہی پر چھوڑ دیا جائے تو بہتر ہے۔ اس معاملہ میں بڑی جامع اور عمدہ بات مولانا شبیر احمد قاسمی نے کہی ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ اگر ایک طرف نکاح کرنے کے بارے میں قرآن نے ترغیب دی ہے تو دوسری طرف یہ بھی کہا ہے کہ جو نکاح کے لیے مالی قدرت نہ رکھتا ہو وہ اللہ کی طرف سے غناء و وسعت کا انتظار کرے تو پھر اسی طرز پر یہ کیوں نہیں کہا جاسکتا کہ ﴿وما من دابة﴾ آیت کی روشنی میں معمولی اور اضافی فقر و افلاس منع حمل کی مطلق بنیاد نہیں بن سکتا مگر اولاد کے حقوق کی ادائیگی کا سامان اور ان کی استطاعت ہی نہ ہو تو ایسے والدین کو منع حمل کی اجازت ہو سکتی ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں:

حضرت امام غزالیؒ کوئی تجدد پسند محقق، فکر الحاد کے شکار اور آج کی اصطلاح میں کوئی روشن خیال عالم نہیں تھے بلکہ آیات و روایات پر ان کی گہری اور وسیع نظر تھی وہ جزس تبخر اور نکتہ رس مبصر تھے شمع نبوت سے مستنیر قلب صالح کے مالک خدا ترس خدا رسیدہ بزرگ تھے یہ ٹھیک ہے کہ ان کی تمام راہوں سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا اور انہوں نے جن اسباب کی بنیاد پر عزل کی شکل میں عارضی منع حمل کی اجازت دی ہے سب ہی میں اصحاب فیما اجاب نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن کثرت اولاد کی اس صورت خاص میں اگر ان کی رائے کو صائب تسلیم کر لیا جائے تو ہم بدعت قول سے مطعون نہیں ہوں گے، تفصیل مطلوب ہو تو احیاء علوم الدین ۲۸/۲ دیکھا جاسکتا ہے۔

البتہ اس استثنائی حکم جواز کو وہ لوگ ہرگز نظیر نہیں بنا سکتے جو کثرت اولاد کو معیار زندگی کے اوپر اٹھانے یا کسی سطح خاص پر برقرار رکھنے میں رکاوٹ محسوس کریں فیشن کے طور پر خود ساختہ سماجی مصروفیات میں

خلل انداز پائیں حرص وہوس کے مذموم جذبات کی تسکین کے لیے مال برائے مال کی تحصیل کے مشاغل میں آڑے سمجھیں بلکہ یہ حکم صرف ان خاص صورتوں میں رہے گا جن میں فقر و افلاس کے ساتھ کثرت اولاد ماں باپ یا بچے کے حق میں واقعتاً ضرر رساں ہو۔ هذا ما عندی والعلم عند اللہ۔“ (۶۲)

بالکل یہی معتدل رائے حسن و جمال کی بقا کی خاطر عزل اور دیگر عارضی اسباب کے اختیار کرنے کی بابت کہی جاسکتی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اسے صرف امام غزالی نے ہی ذکر کیا ہے ان کے بعد کے کسی فقیہ کے ہاں اس کا ذکر کم از کم راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزرتا ہم مائل بہ جمال طبیعتوں کا مشاہدہ ہر شخص کرتا ہے۔ جہاں تک امر دوم کا تعلق ہے تو راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں ”تزوجوا“ امر کے صیغہ کے ساتھ ہے لیکن اس سے استجاب ہی مراد ہے۔ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”ويستحب ان تكون من نساء يعرفن بكثرة الولادة.“ (۶۳)

اور مستحب ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرے جو ان عورتوں میں سے ہو جو کثرت ولادت کے معاملہ میں معروف ہیں۔

لیکن چونکہ یہ امر مستحب مقاصد نکاح میں سے ایک اہم مقصد کا حامل ہے اس لیے اسے بغیر کسی عذر شرعی کے نظر انداز کرنا درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن قیم نے العقم (بانجھ پن) کو بھی اسباب فسخ نکاح میں شامل کیا ہے۔ نیز عزل میں کراہت کے پہلو کی وجہ سے بھی یہی ہے۔ (۶۴)

عورت کی سماجی دلچسپیاں خصوصاً ملازمت کوئی ایسی بنیاد نہیں جسے اس کے فطری وظیفہ حیات پر تفوق دیا جاسکے۔ تاہم حالات و ظروف یہاں بھی گنجائش پیدا کر سکتے ہیں۔

البتہ اسلاک فقہ اکیڈمی انڈیا کو چھوٹے خاندان کا فیشن، عورت کی سماجی دلچسپیاں ملازمت وغیرہ، معاشی عنصر اور عورت کا حسن و جمال ایسے اعذار محسوس نہیں ہوتے کہ ان کی خاطر عارضی منع حمل کی اجازت دی جاسکے۔ (۶۵)

حواشی وحوالہ جات

- ۱- عبدالواحد، مفتی، ڈاکٹر، فقہی مضامین، کراچی، ادارہ نشریات اسلام، ۲۰۰۶ء، ص ۲۷۹، ۲۸۰
- ۲- مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، اسلام اور ضبط ولادت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص ۱۳، ۱۴؛ فقہی مضامین، ص ۲۹۶-۲۹۸
- ۳- تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں:
- Paul Bureau, Towards Moral bank ruptey, london, 1925, P:64
- Schwarz Ornwald, The Psychology of sex, Pelican, Book, 1951, P:81
- Brand H.F & Ruedi O.M, The American way of life, New York, 1951 P:652
- ۴- یہ قول بہت سے محدثین نے ذکر کیا ہے۔ بطور مثال چند حوالے درج ذیل ہیں۔
بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۰۷ھ، کتاب النکاح، باب العزل، ۱۹۹۸/۵، ح ۴۹۱۱؛ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س-ن کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، ۴۴۳/۳، ح ۱۱۳۲
- ۵- سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، ۴۴۳/۳، ح ۱۱۳۶
- ۶- ابن ہمام، کمال الدین عبدالواحد، شرح فتح القدر، مصر، مطبعہ امیریہ، س-ن، ۳/۱
- ۷- قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح المسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ھ، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعود من سوء القضاء، ۲۰۸۰/۴، ح ۲۷۰۷
- ۸- شرح النووی مع صحیح مسلم، ۳۱/۱۷
- ۹- ان دونوں دلائل کا تذکرہ جعفر شاہ نے کیا ہے۔ جعفر شاہ پھلواری، اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، لاہور، فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن، ۲۰۰۰ء، ص ۴۱-۴۲
- ۱۰- الغزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، بیروت، دار المعرفہ، س-ن، ۵۲/۲
- ۱۱- محمد فاروق خان، ڈاکٹر، فیملی پلاننگ اور اسلام، اسلام آباد، وزارت بہبود آبادی، س-ن، ص ۱۰-۱۱
- ۱۲- مولانا ابوالکلام آزاد کی طرف منسوب رائے، فتاویٰ، مرتب و ناشر، فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن، س-ن، ص ۱۰
- ۱۳- تفصیل مندرجہ ذیل کتاب میں ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی، الزبتھ لیگن، مترجم محبت الحق صاحبزادہ، اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۲۰۰۲ء
- ۱۴- بنی اسرائیل ۳۱:۱۷
- ۱۵- محمود حسن گنگوہی، مفتی، فتاویٰ محمودیہ، کراچی، جامعہ فاروقیہ، ۲۰۰۵ء، ۱۸/۳۰۷؛ لاچپوری، عبد الرحیم، مفتی، فتاویٰ رحیمیہ، کراچی، دار الاشاعت، ۲۰۰۳ء، ۱۰/۱۸۲؛ لدھیانوی، رشید احمد، مفتی، احسن الفتاویٰ، کراچی، ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، ۱۴۲۵ھ، ۳۲۹/۸؛ نظام الدین، مفتی، نظام الفتاویٰ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س-ن، ۱/۳۷۸
- ۱۶- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، بیروت، دار الفکر، س-ن، کتاب النکاح، باب النبی عن تزویج من لم یلد من النساء، ۲/۲۲۰، ح ۲۰۵۰؛ نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبریٰ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ، کتاب النکاح، باب کراہیہ تزویج العقیم، ۶/۶۵، ح ۳۲۲۷
- ۱۷- اسلام اور ضبط ولادت، ص ۶۳
- ۱۸- بنی اسرائیل ۳۱:۱۷

- ۱۹۔ مولانا اسحاق بھٹی کا ایک سوال کے ذیل میں جواب، اندیشے اور حقائق، ناشر لاہور، فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن، ۱۹۹۹ء، ص ۱۸-۲۰: اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، ص ۲۵-۳۱
- ۲۰۔ فیملی پلاننگ اور اسلام، ص ۳۲ ۲۱۔ اندیشے اور حقائق، ص ۲۷
- ۲۲۔ اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، ص ۹۶ ۲۳۔ فیملی پلاننگ اور اسلام، ص ۳۲-۳۶
- ۲۴۔ اندیشے اور حقائق، ص ۳۱-۳۲ ۲۵۔ فیملی پلاننگ اور اسلام، ص ۳۲-۳۹
- ۲۶۔ فیملی پلاننگ اور اسلام، ص ۳۷
- ۲۷۔ رضی الدین، سید، مغرب میں بڑھتی ہوئی مسلم آبادی، (ماہنامہ) ترجمان القرآن، مدیر، پروفیسر خورشید احمد، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، جولائی، ۲۰۰۷ء، ص ۶۲-۶۳
- ۲۸۔ فتاویٰ محمودیہ، ۱۸/۳۱۵
- ۲۹۔ اسلام اور ضبط ولادت، ص ۱۰۷-۱۰۹ ۳۰۔ فتاویٰ محمودیہ، ۱۸/۳۰۴-۳۰۵
- ۳۱۔ فقہی مضامین، (مرتب) مجاہد الاسلام قاسمی، کراچی، ادارہ ترجمان القرآن، س ن، ص ۲۹۸
- ۳۲۔ شمس الدین، مفتی، ضبط تولید کا مسئلہ، مشمولہ جدید فقہی مباحث، ۱/۲۵۵
- ۳۳۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکره من التہنل والخصاء، ۱۹۵۲/۵، ح ۷۸۷
- ۳۴۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکره من التہنل والخصاء، ۱۹۵۳/۵، ح ۷۸۸
- ۳۵۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکره من التہنل والخصاء، ۱۹۵۲/۵، ح ۷۸۶
- ۳۶۔ ان دو دلائل کا ذکر مندرجہ ذیل کتب و مقالہ جات میں ہے۔
احسن الفتاویٰ، ۳۴۵-۳۵۰؛ فتاویٰ رحیمیہ، ۱۰/۱۸۳؛ فقہی مضامین، ص ۲۹۹-۳۰۰؛ نیز جدید فقہی مباحث جلد اول میں موجود مندرجہ ذیل حضرت کی آراء
- الف۔ مولانا سعود عالم قاسمی، ص ۲۸۳ ب۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ۳۰۴-۳۰۳
- ج۔ مولانا زبیر احمد قاسمی، ۳۲۵-۳۲۶ د۔ مولانا مفتی ظفر الدین، ۳۳۳-۳۳۵
- ھ۔ مولانا جنید عالم قاسمی، ۳۳۶-۳۳۷
- ۳۷۔ النساء: ۱۱۹
- ۳۸۔ آلوسی، سید محمود، روح المعانی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س ن، ۱۵۰/۵
- ۳۹۔ البقرة: ۲: ۱۸۷
- ۴۰۔ مولانا زبیر احمد قاسمی کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۲۵-۳۲۶
- ۴۱۔ مفتی ظفر الدین کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۳۵؛ مولانا جنید کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۶۷
- ۴۲۔ مفتی محمد زبیر کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۳۶
- ۴۳۔ فقہی مضامین، ص ۳۰۰ ۴۴۔ فتاویٰ رحیمیہ، ۱۰/۱۹۰
- ۴۵۔ فقہی مضامین، ص ۳۰۰
- ۴۶۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۰۶؛ زبیر احمد قاسمی کی رائے، ۱/۳۲۶-۳۲۷؛ مفتی محمد زبیر کی رائے، ص ۱/۳۳۷؛ مولانا محمد جنید قاسمی کی رائے، ۱/۳۶۸

- ۴۷۔ رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، جدید فقہی مسائل، کراچی، زم زم پبلشرز، ۲۰۰۶ء، ۱/۲۰۱-۲۰۲
- ۴۸۔ اشفاق احمد، مفتی، ضبط تولید کا تاریخی ارتقاء اور اس کی طبی و شرعی حیثیت، ناشر، سرحد، دارالعلوم عربیہ ٹیہڑی کرک، س-ن، ص ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۷، ۱۲۸
- ۴۹۔ جدید فقہی مسائل، ۱/۲۰۲-۲۰۳
- ۵۰۔ سعود عالم قاسمی کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۲۸۴
- ۵۱۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، ۱/۱۷۶؛ شیخ نظام و جماعت علماء، فتاویٰ عالمگیری، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۴۰۳ھ، ۵/۳۵۶
- ۵۲۔ احسن الفتاویٰ، ۸/۳۳۷؛ گوہر رحمن، مولانا، تنہیم المسائل، مردان، مکتبہ تفہیم القرآن، ۱۹۹۸ء، ۱/۲۵۱
- ۵۳۔ فقہی مضامین، ص ۳۰۱
- ۵۴۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۶۰؛ مفتی محمد زید کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۳۷
- ۵۵۔ جدید فقہی مباحث، ص ۱/۲۶۴، ۲۹۰، ۳۲۸، ۳۲۹
- ۵۶۔ فتاویٰ رحیمیہ، ۱۰/۱۸۳، ۱۸۵؛ احسن الفتاویٰ، ۸/۳۳۸؛ نظام الفتاویٰ، ۱/۳۷۸
- ۵۷۔ نظام الفتاویٰ، ۱/۳۷۸، ۳۷۹؛ مولانا جمیل احمد نذیری کی رائے۔ جدید فقہی مباحث، ۱/۳۲۰
- ۵۸۔ مولانا جمیل احمد نذیری کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۲۰؛ مولانا مفتی زید کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۵۴
- ۵۹۔ عزل کے بارے میں متعارض روایات کے درمیان ترجیح و تطبیق دونوں کی صورت نکلتی ہے، تنہیم المسائل، ۱/۲۵۱-۲۵۸
- ۶۰۔ ملا علی قاری، مرقاة المفاتیح، بیروت دار الفکر، ۱۹۹۲ء، ۶/۳۳۷
- ۶۱۔ عثمانی، شبیر احمد، مولانا، فتح الملہم، مکتبہ مدنیہ، لاہور، س-ن، ۳/۵۱۳
- ۶۲۔ جدید فقہی مباحث، ۱/۳۳۰
- ۶۳۔ ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد، المغنی، مصر مکتبہ القاہرہ، س-ن، ۷/۱۰۸
- ۶۴۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، بیروت، مکتبہ المنار الاسلامیہ، ۱۴۱۵ھ، ۵/۱۸۳-۱۸۶
- ۶۵۔ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے پہلے سیمینار میں طے کی گئی متفقہ تجاویز متعلقہ ضبط ولادت، جدید فقہی مباحث، ۱/۳۹۰

